مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی واصلاحی ترجمان

دعوۃ الحق

''اندر کا لاوا باہر کو پھونک رہا ہے''

پیغمبروں کا طریقہ یہ ہے کہ دل کی خرابی دور ہو، باہر جو بگاڑ ہے، وہ اندر سے پھوٹ رہا ہے، اندر کا لاوا باہر کو پھونک رہا ہے، ہم سمجھے باہر کی خرابی اندر گھس گئی ہے، اور باہر کی اصلاح میں لگ گئے۔ جس طرح سارے جسم پر دل کی بیماری کا اثر پڑتا ہے، اسی طرح پورے نظام زندگی پر نیتوں کے فتور اور ذہنیت کی خرابی کا اثر پڑتا ہے۔

(مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)

مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ، ٹملناڈو

ایک منٹ کا مدرسہ

سبق نمبر (۴)

(۱) ترجمہ اذکارِ نماز نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
وَتَبَارَكَ اسْمُكَ "اور تیرا نام بہت برکت والا ہے۔"

(۲) نماز کی سنتیں (۴) "تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا۔
(یہ سنت صرف مردوں کے لئے ہے)

(۳) بڑے بڑے گناہ جن پر سخت وعید آئی ہے جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔ (مگر اللہ تعالیٰ جس پر فضل فرمائیں) (۴) بدگمانی کرنا یعنی بلا دلیل شرعی صرف حالات وقرائن سے کسی کو بُرا سمجھنا۔

(۴) گناہ کے نقصانات جو دنیا میں پیش آتے ہیں (۴) گنہگار کو آدمیوں سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے بالخصوص نیک لوگوں سے کہ ان کے پاس بیٹھ کر دل نہیں لگتا اور جس قدر وحشت بڑھتی جاتی ہے ان سے دور اور ان کے برکات سے محروم ہو جاتا ہے۔

(۵) طاعت کے فائدے جو دنیا میں ملتے ہیں (۴) مقاصد میں آسانی ہوتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام میں آسانی فرما دیتے ہیں۔

ماهنامہ

جلد(۱) شمارہ(۴)

دعوۃ الحق

رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

اگست ۲۰۰۵ء

اجازت فرمودہ	محی السنۃ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی قدس اللہ سرہٗ
زیر نگرانی	حضرت مولانا محمد اسعد صاحب مدظلہم ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق
مدیر مسئول	مولانا قاری محمد عارف رحیمی صاحب زید مجدھم
ترتیب و تقدیم	علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق
قیمت ۱۰ روپے	سالانہ زرِتعاون ایک سو روپے، ششماہی ۵۵ روپے
منجانب	مقامی مجلسِ دعوۃ الحق، پرنام بٹ۔ ٹملناڈو

طابع وناشر حکیم وصی اللہ نے انٹرا گرافکس بنگلور سے چھپوا کر دفتر دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

باسمہٖ تعالیٰ حامداً ومصلّیا

عرض حال

”تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا“

دعوۃ الحق ہو یا دعوۃ الخیر، دعوۃ القرآن ہو یا دعوۃ الاسلام، ساری دعوتوں کے حامی وخدمت گذار کی نیت بخیر تو انجام کامیاب، لیکن انجام کی یہاں کیا خبر؟

یہاں تو ہر ایک **کل حزب بما لدیھم فرحون** کے نشہ میں سرشار، صرف ظاہری نمائش وآرائش کا اہتمام۔ فقط تعریف وتحسین کا انتظار واعتراف، کسی تنقیص وتنقید کا ہرگز تحمل نہیں۔

افسوس یہ عظیم الشان کام؟ اور یہ کم ظرفی اور تنگدلی؟ کاش ہم جان لیتے کہ اس مہتم بالشان دعوت کے راستہ میں صرف کی جانے والی پُر خلوص محنتوں کی کیا قدر وقیمت ہے؟ اور آنے والی زندگی میں اس کا کس قدر اجرِ عظیم ہمارا منتظر ہے۔

اُس دولت لازوال کے آگے دنیا والوں کی واہ واہ لوگوں کی شاباشیاں، اونچے سے اونچے القاب اور عہدے، کوئی قیمت نہیں رکھتے یہ مرجھا جانے والی کلیاں ہیں ان پر قناعت ہم کیسے کر بیٹھیں؟ ہماری منزل " **ورضوان من اللہ اکبر** " ہونی چاہئے۔

اور یہ نعمت ویسے ہی نہیں مل جائے گی. رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کا تمغۂ امتیاز پانے والی جماعتِ پاکباز، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے قدموں کی دھول کو سرمۂ چشم بناؤ تو بصیرت حاصل ہو، ان کے مجاہدے ان کی جانبازیاں روزِ روشن کی طرح صاف نظر آئیں۔

پھر پتہ چلے کہ دین کی خدمت کیسے کی جاتی ہے؟ اور ہم خدمت اسلام کے مدعی صحابہ کرام کے راستہ اور روش ڈگر سے کتنا ہٹ چکے ہیں؟

اِن ساری محنتوں کا نتیجہ کچھ نہیں نکلتا تو تعجب کیا ہے؟ آج حق کی دعوت واشاعت یا اسلام کی تعلیم وتبلیغ کے کتنے طریقے اپنائے جارہے ہیں؟ کیسے کیسے وسائل واسباب مہیا ہیں لیکن نتیجہ اور فائدہ؟ **اسمع جعجعة ولا اریٰ طحنا** چکی کا شور ہی شور ہے آٹا نظر نہیں آتا۔

امام مالک علیہ الرحمۃ نے پہلے ہی باخبر فرمادیا **لن یصلح اٰخر هٰذه الامة الا ما صلح به اولها** پچھلوں کا دین اُسی محنت وطریق کار سے صحیح رہیگا جو طریقۂ محنت اگلوں یعنے صحابہ کرام وتابعین رضوان اللہ علیہم کا تھا،

حاصل کلام! دعوت کا عظیم کام، عظیم مقصد کے لئے کیا جائے گا اور اس کا طریقۂ کار سلف صالحین کی عظیم جماعت کے نقش قدم پر چل کر اپنایا جائے گا اور بس باقی ہوس۔

چلتے چلتے خادمانِ اسلام یہ حقیقت بھی یاد رکھیں کہ فتح مکہ کا ماہتاب عالمتاب مکی دور کی جان توڑ محنتوں، آفتوں اور مصیبتوں کے سیاہ بادلوں سے طلوع ہوکر چمکا تھا۔

ان تمام مشقتوں کا تحمل اُسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ خادمانِ دین پورے اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ کام میں جڑے رہیں۔ دین کی خدمت کا یہی وہ صحیح طریقہ ہے جس پر اجر عظیم اور فتح ونصرت کا وعدہ ہے۔

اللہ پاک ہم سب خدام دین کو عالی ظرفی عطا فرمائے کہ ہم صرف اور صرف رضائے الٰہی کی دھن میں رہیں باقی کوئی غرض نہ ہو۔ **واللہ الموفق**

☆☆☆☆☆☆☆

درسِ قرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہٗ

توبہ کی حقیقت

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ۔ قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخٰسرین ،

بولے وہ دونوں اے ہمارے رب ظلم کیا ہم نے اپنی جان پر اور اگر تو ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور ہو جائیں گے تباہ۔

توبہ کے اصل معنی رجوع کرنے کے ہیں، اور جب توبہ کی نسبت بندہ کی طرف کی جاتی ہے تو اس کے معنی تین چیزوں کا مجموعہ ہوتا ہے، اوّل اپنے کئے ہوئے گناہ کو گناہ سمجھنا اور اس پر نادم و شرمندہ ہونا، دوسرے اس گناہ کو بالکل چھوڑ دینا، تیسرے آئندہ کے لئے دوبارہ نہ کرنے کا پختہ عزم و ارادہ کرنا، اگر ان تین چیزوں میں سے ایک کی بھی کمی ہوئی تو وہ توبہ نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ محض زبان سے ''اللہ توبہ'' کے الفاظ بول دینا نجات کے لئے کافی نہیں جب تک یہ تینوں چیزیں جمع نہ ہوں، یعنی گذشتہ پر ندامت اور حال میں اُس کا ترک، اور مستقبل میں اس کے نہ کرنے کا عزم و ارادہ۔

بعض سلف سے پوچھا گیا کہ جس شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے وہ کیا کرے تو فرمایا وہی کام کرے جو اس کے پہلے والدین آدم وحوا علیہما السلام نے کیا، کہ اپنے کئے پر ندامت، اور آئندہ نہ کرنے کے عزم کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی کے لئے عرض کیا، **ربنا ظلمنا انفسنا** (یعنی ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کرلیا ہے، اگر آپ معاف نہ کریں اور ہم پر رحم نہ کریں تو ہم سخت خسارہ والوں میں داخل ہو جائیں گے)، اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: **ربِّ انی ظلمت نفسی فاغفرلی** ، ''یعنی اے میرے پالنے والے میں نے اپنی جانوں پر ظلم کرلیا ہے، تو آپ ہی میری مغفرت فرمائیے۔'' اور حضرت یونس علیہ السلام سے جب

لغزش ہوگئی تو عرض کیا: **لا الہ الا انت سبحانك انی كنت من الظٰلمين** ، ''یعنی اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں۔آپ ہر برائی سے پاک ہیں، میں ظلم کرنے والوں میں داخل ہو گیا ہوں۔'' (مطلب یہ ہے کہ مجھ پر رحم فرمائیے)

خشوع کی حقیقت قرآن وسنت میں جہاں خشوع کی ترغیب مذکور ہے اس سے مراد قلبی سکون وانکساری ہے، جو اللہ کی عظمت اور اس کے سامنے اپنی حقارت کے علم سے پیدا ہوتی ہے، اس کے نتیجہ میں طاعت آسان ہو جاتی ہے، کبھی اس کے آثار بدن پر بھی ظاہر ہونے لگتے ہیں کہ وہ باادب، متواضع اور شکستہ قلب نظر آتا ہے، اگر دل میں خوف خدا اور تواضع نہ ہو تو خواہ وہ ظاہر میں کتنا ہی باادب اور متواضع نظر آئے وہ خشوع کا حامل نہیں۔

بلکہ آثار خشوع کا قصداً اظہار کرنا بھی پسند نہیں، حضرت عمرؓ نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ سر جھکائے بیٹھا ہے، فرمایا: سر اُٹھا خشوع دل میں ہوتا ہے،

حضرت ابراہیم نخعیؒ کا ارشاد ہے کہ موٹا پہننے، موٹا کھانے اور سر جھکانے کا نام خشوع نہیں، خشوع تو یہ ہے کہ تم حق کے معاملہ میں شریف ورذیل کے ساتھ یکساں سلوک کرو، اور اللہ نے جو تم پر فرض کیا ہے اُسے اداء کرنے میں اللہ کے لئے قلب کو فارغ کرلو،

حضرت حسنؒ کا ارشاد ہے کہ: حضرت عمرؓ جب بات کرتے تو سُنا کر کرتے تھے، جب چلتے تو تیز چلتے، اور جب مارتے تو زور سے مارتے تھے، حالانکہ بلاشبہ وہ خشوع رکھنے والے تھے،

خلاصہ یہ کہ اپنے قصد واختیار سے خاشعین کی صورت بنانا شیطان اور نفس کا دھوکہ ہے اور مذموم ہے، ہاں اگر بے اختیار یہ کیفیت ظاہر ہو جائے تو معذور ہے،

فائدہ: خشوؔع کے ساتھ ایک دوسرا لفظ خضوؔع بھی استعمال ہوتا ہے، قرآن کریم میں بھی بار بار آیا ہے، یہ دونوں لفظ تقریباً ہم معنی ہیں، لیکن خشوؔع کا لفظ اصل کے اعتبار سے آواز اور نگاہ کی پستی اور تذلّل کے لئے بولا جاتا ہے، جب کہ وہ مصنوعی نہ ہو بلکہ قلبی خوف اور تواضع کا نتیجہ ہو، قرآن کریم میں ہے **خشعت الاصوات** (آوازیں پست ہو گئیں) اور خضوع کا لفظ بدن کی تواضع انکساری کے لئے استعمال ہوتا ہے، قرآن حکیم ہے:

فظلت اعناقهم لها خاضعين ، ''پس اُن کی گردنیں اس کے سامنے جھک گئیں''

نماز میں خشوع کی تاکید قرآن وسنت میں بار بار آتی ہے، قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

واقم الصلوٰة لذكرى ''اور نماز قایم کر مجھے یاد کرنے کے لئے''۔

اور ظاہر ہے کہ غفلت یاد کرنے کی ضد ہے، جو نماز میں اللہ جل شانہٗ سے غافل ہے وہ اللہ کو یاد کرنے کا فریضہ ادا نہیں کر رہا ہے، ایک اور آیت میں ارشاد ہے:

ولا تكن من الغافلين ''اور تو غافلوں میں سے نہ ہو''۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''نماز میں تو صرف تمسکن اور تواضع ہی ہے۔'' جس کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ جب تمسکن اور تواضع دل میں نہ ہو تو وہ نماز نہیں،

ایک اور حدیث میں ہے کہ ''جس کی نماز اسے بے حیائی اور بُرائیوں سے نہ روک سکے وہ اللہ سے دور ہی ہوتا جاتا ہے۔'' اور غافل کی نماز بے حیائی سے اور بُرائیوں سے نہیں روکتی، معلوم ہوا کہ غفلت کے ساتھ نماز پڑھنے والا اللہ سے دور ہی ہوتا جاتا ہے،

امام غزالیؒ نے مذکورہ آیات وروایات اور دوسرے دلائل پیش کر کے فرمایا ہے کہ ان کا تقاضا ہے کہ خشوع نماز کے لئے شرط ہو، اور نماز کی صحت اُس پر موقوف ہو، پھر فرمایا کہ سفیانِ ثوریؒ، حسن بصریؒ اور معاذ بن جبل ؓ کا مذہب یہی تھا کہ خشوع کے بغیر نماز ادا نہیں ہوتی، بلکہ فاسد ہے۔

لیکن ائمہٗ اربعہ اور جمہور فقہاء نے خشوع کو شرطِ صلوٰۃ قرار نہیں دیا، بلکہ اُسے نماز کی روح قرار دینے کے باوجود صرف اتنا شرط کیا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت قلب کو حاضر کر کے اللہ کے لئے نماز کی نیت کرے، باقی نماز میں اگر خشوع حاصل نہ ہو تو اگر چہ اتنی نماز کا ثواب اُسے نہیں ملے گا جتنے حصہ میں خشوع نہیں رہا، لیکن فقہ کی رُو سے وہ تارکِ صلوٰۃ نہیں کہلائے گا، اور نہ اُس پر تعزیر وغیرہ کے وہ احکام مرتب ہوں گے جو تارکِ صلوٰۃ پر لگتے ہیں۔

(معارف القرآن جلد اول)

درسِ حدیث

قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت
مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ

اللہ والوں کی پہچان

الآ ادلك علی ملاك هٰذا الامر الذی تصیب بهٖ خیر الدنیا والاٰ خرة علیك بمجالس اهل الذکر ۔ (الحدیث)

کیا تجھے دین کی نہایت تقویت دینے والی چیز نہ بتاؤں جس سے تو دین و دُنیا دونوں کی فلاح کو پہنچے تجھ پر اللہ تعالیٰ کے یاد کرنے والوں کی مجلسوں کو لازم پکڑلے۔

اس کی تحقیق بہت ضروری ہے کہ اہل اللہ کون لوگ ہیں؟ اہل اللہ کی پہچان اتباع سنت ہے کہ حق سبحانہٗ وتقدس نے اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کو امت کی ہدایت کے لئے نمونہ بنا کر بھیجا ہے اور اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم ۔**

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ اگر تم خدائے تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو۔ خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کردیں گے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں۔(بیان القرآن)

لہٰذا جو شخص نبی کریم ﷺ کا کامل متبع ہو وہ حقیقۃً اللہ والا ہے اور جو شخص اتباع سنت سے جس قدر دور ہو وہ قرب الٰہی سے بھی اسی قدر دور ہے۔

شاعر کہتا ہے۔ ؎

تعصی الاله وانت تظهر حبه　　وهٰذا لعمری فی الفعال بدیع
لو کان حبك صادقا لا طعته　　ان المحب لمن یحب مطیع

ترجمہ: تو اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہوتا

تو کبھی نافرمانی نہ کرتا اس لئے کہ عاشق ہمیشہ معشوق کا تابعدار ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے انکار کردیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ جس نے انکار کردیا'' سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جو شخص میری اطاعت کریگا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو نافرمانی کریگا وہ انکار کرنے والا ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا کہ اس کی خواہش اس دین کے تابع نہ ہوجائے جس کو میں لے کر آیا ہوں۔ **(مشکوٰۃ)**

حیرت کی بات ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی بہبودی کے دعویدار اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے بے بہرہ ہوں کسی کی بات کو ان مُدعیوں کے سامنے یہ کہہ دینا کہ سنت کے خلاف ہے، حضور ﷺ کے طریقہ کے خلاف ہے، گویا برچھی ماردینا ہے

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

پیمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ کے خلاف جو شخص بھی کوئی راستہ اختیار کرے گا کبھی بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔

بالجملہ اس تحقیق کے بعد کہ یہ شخص اللہ والوں میں سے ہے اس کے ساتھ ربط کا بڑھانا اس کی خدمت میں کثرت سے حاضر ہونا۔ اس کے علوم سے منتفع ہونا دین کی ترقی کا سبب ہے اور نبی کریم ﷺ کا امر بھی ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد عالی ہے کہ جب تم جنت کے باغوں میں گزرا کرو تو کچھ حاصل بھی کرلیا کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ جنت کے باغ کیا چیز ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علمی مجالس۔

دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی کہ علماء کی خدمت میں بیٹھنے کو ضروری سمجھو اور حکمائے اُمت کے ارشادات کو غور سے سُنا کرو کہ حق تعالیٰ شانہٗ حکمت کے نور سے مُردہ دلوں کو ایسے زندہ فرماتے ہیں جیسے کہ مردہ زمین کو موسلا دھار

بارش سے اور حکماء دین کے جاننے والے ہی ہیں نہ کہ دوسرے اشخاص۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ بہترین، ہمنشین ہم لوگوں کے واسطے کون شخص ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کے دیکھنے سے اللہ کی یاد پیدا ہو۔ جس کی بات سے علم میں ترقی ہو۔ جس کے عمل سے آخرت یاد آجائے۔ (فضائلِ تبلیغ ص ۱۷)

اعلان

آپ حضرات کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مقامی مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا

ماہانہ اجتماع عصر تا بعد عشاء بتاریخ ۲۹؍ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

بمطابق **04-09-2005** بروز اتوار بمقام **جامع مسجد** پرنام بٹ انشاء اللہ منعقد ہوگا۔ جسمیں مندرجہ ذیل نظام رہیگا۔

بعد نماز عصر: ایک گناہ کبیرہ بتانا ❖ ایک سنت بتانا ❖ قرآن پاک کی ایک آیت کی تصحیح

❖ آداب گشت ❖ بعدۂ گشت ❖ تعلیم تسہیل قصد السبیل

❖ چائے و تیاری نماز مغرب

بعد نماز مغرب: تلاوت کلام پاک ❖ سنن نماز میں سے تین سنتوں کا عملی نمونہ (سلسلہ)

❖ بعدۂ مہمان خصوصی کا اصلاحی خطاب ❖ بعدۂ دعا

❖ تیاری نماز عشاء

بعد نماز عشاء: ❖ کھانے کی سنتیں ❖ سونے کی سنتیں ❖ نماز کی عملی مشق

❖ مراقبہ موت ❖ دعا

آپ تمام حضرات سے اس اجلاس کی کامیابی کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

انوارِ سنت

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتھم

چند سنتیں

فرائضِ وضو: وضو میں بعض چیزیں فرض ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا کچھ کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا اور آدمی بے وضو رہتا ہے۔ وضو میں صرف چار چیزیں فرض ہیں:۔ (۱) ایک مرتبہ سارا مُنہ دھونا۔ (۲) ایک ایک بار کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔ (۳) ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ (۴) ایک ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔ اتنا کرنے سے وضو ہو جائے گا لیکن سنت کے مطابق وضو کرنے سے وضو کامل ہوتا ہے اور زیادہ ثواب ملتا ہے۔

غسل کرنے کا مسنون طریقہ: پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئیے پھر استنجے کی جگہ دھوئیے چاہے ہاتھ اور استنجے کی جگہ پر نجاست لگی ہو یا نہ لگی ہو ہر حال میں اِن دونوں کو پہلے دھونا چاہئے (اور استنجے کی جگہ دھونے سے مراد یہ ہے کہ چھوٹا اور بڑا دونوں استنجے کے مقام دھوئیے) پھر بدن پر کسی جگہ منی یا کوئی ناپاکی لگی ہوئی ہو تو اس کو پاک کیجئے۔ اِس کے بعد مسنون طریقے پر وضو کیجئے۔ اگر پانی قدموں میں جمع ہو رہا ہے تو پیروں کو نہ دھوئیے۔ وضو کے بعد تین مرتبہ سر پر پانی ڈالئے (اتنا پانی ڈالئے کہ سر سے پاؤں تک سارے بدن پر بہہ جائے) اور بدن کو ہاتھوں سے ملئے تاکہ بدن کا کوئی حصہ خشک نہ رہنے پائے۔ اگر بال برابر بھی جگہ خشک رہ گئی تو غسل نہ ہوگا۔ غرض سارے بدن پر پانی بہائیے۔ پھر وہاں سے ہٹ کر پاک جگہ پر آکر پاؤں دھوئیے لیکن اگر وضو کے وقت پیر دھو لئے ہوں تو اب دھونے کی ضرورت نہیں۔

(پیارے نبی کی پیاری سنتیں)

ملفوظات

حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس اللہ سرہٗ

ارشاد فرمایا کہ گناہوں کی عادت کی اصلی جڑ آخرت کے حساب و کتاب اور سزا سے غفلت ہے جیسے بدن پر دانے ہوں تو اصل سبب اس کا فساد خون ہے صرف مرہم نہ لگالیا جائے تلخ دواؤں کا استعمال بھی کیا جاوے اسی طرح روح میں خدائے تعالیٰ کی محبت اور خشیت کسی اللہ والے کی صحبت سے حاصل کی جائے انشاء اللہ تعالیٰ تقویٰ آسانی سے حاصل ہو جائیگا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! تقویٰ حاصل کرو مگر کیسے حاصل ہوگا مشائخ اور بزرگانِ دین کی صحبت سے۔ صادقین کی تفسیر یہی ہے (**کونوا مع الصادقین**) جب ان کی صحبت سے خدا کا خوف اور استحضار حاصل ہوگا گناہ کی ہمت نہ ہوگی. دیکھئے ایک آدمی نے جرم کا ارتکاب کرنا شروع کیا مگر پولیس افسر کو دیکھ لیا فوراً خاموش اور جرم سے باز رہیگا اس کے سامنے اب جیب نہیں کاٹے گا اسی طرح تقویٰ حاصل ہونے پر سارے کام ٹھیک کرے گا۔ ہم لوگ کل کے ناشتے کا انتظام آج ہی سے کرتے ہیں کل کی سردی یا گرمی کا انتظام پہلے ہی سے کرتے ہیں۔ پس اگر حساب و کتاب پر یقین ہے تو بھائی اس کی تیاری بھی ضروری ہے نمازوں کی قضائے عمری، روزوں کی قضا، زکوٰۃ کی ادائیگی، حج کی ادائیگی تمام حقوق العباد کا خیال اور انتظام شروع کر دیجئے علمائے دین سے مشورہ کیجئے اور عمل شروع کیجئے۔

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور — جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
قبر میں میت اترنی ہے ضرور — زندگی اک دن گذرنی ہے ضرور

کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم　　چپکے چپکے رفتہ رفتہ دمبدم
سانس ہے اک رہرو ملک عدم　　دفعۃً اک روز یہ جائے گی تھم

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

حق تعالیٰ کا یہ ارشاد اسی مراقبہ کی تعلیم دیتا ہے کہ **یا ایھا الذین امنوا اتقو اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون**

ترجمہ:۔ اے ایمان والو یعنی حقائق کو تسلیم کرنے والو غور و فکر کرو کہ کل کے لئے کیا اعمال کئے ہیں یعنی اے ایمان والو تیاری کر لو کہ کل کیا کیا حساب کتاب ہوگا اور یہ دھیان رکھو کہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں۔

ایک پولیس افسر کے دیکھنے سے جرم سے باز رہے اور احکم الحاکمین کے باخبر ہونے اور دیکھنے سے کیا معاملہ ہونا چاہئے خود عقل سے فیصلہ کر لو۔

ارشاد فرمایا کہ جب ہم حاکم ضلع کو ناراض کر کے چین سے نہیں رہ سکتے تو احکم الحاکمین کو ناراض کر کے کس طرح چین اور سکون سے رہ سکتے ہیں آج ہر طرف سے پریشانی کی شکایت آتی ہے لیکن اصل علاج کیا ہے اُس طرف خیال نہیں جاتا۔ اسباب رضا کی تو فکر ہے مگر ضد رضا یعنی گناہوں سے بچنے کا اہتمام نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوہریرہ ؓ حرام اعمال سے بچو تم سب سے زیادہ عبادت گذار ہو جاؤ گے۔ **اتق المحارم تکن اعبد النا س (الحدیث)**

ارشاد فرمایا کہ دین کی باتیں سننے کے بعد اگر یاد نہ رہ سکیں تو بھی ان کا نفع ضرور ہوتا ہے جس طرح کہ ہم کو دو ہفتہ قبل کی غذائیں تو یاد نہیں رہتی کہ کیا کیا کھایا تھا مگر ان کی طاقتیں ہمارے جسم میں محفوظ ہوتی ہیں اسی طرح دین کی کتابیں دیکھنا اور بزرگوں کا وعظ سننا ہر حالت میں مفید ہے خواہ یاد رہیں یا بھول جائیں ان کے اثرات روح میں باقی رہ جاتے ہیں جن کی طاقت سے اعمال صالحہ کی ہمت اور توفیق ہوتی ہے۔

ارشاد فرمایا کہ نماز میں خشوع سے نماز کامل ہوتی ہے اور خشوع بدوں استحضار حق حاصل نہیں ہوتا یعنی جب اس دھیان سے نماز پڑھے کہ حق تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں تو نماز میں خشوع کی کیفیت پیدا ہوگی۔ خشوع کا مفہوم یہ کہ قلب حق تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کے دھیان سے جھکا جارہا ہو لیکن یہ دھیان بھی کب عطا ہوتا ہے جب بزرگان دین سے تعلق ہو اور انکے مشورہ سے کچھ اللہ تعالیٰ کا نام لینا شروع کردیا جائے۔ **اذتکرر علی اللّسان تقرر فی القلب** جب زبان سے اللہ اللہ کرو گے تو اس تکرار اور بار بار اللہ پاک کا نام لینے سے دل میں حق تعالیٰ کی محبت اُتر جائے گی اور ہر وقت دھیان رہنے لگے گا کہ حق تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہے ہیں پھر اس مشق کی برکت سے بآسانی نماز کی نیت باندھتے وقت یہ دھیان کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں قائم ہوجائے گا اور جب یہ دھیان غالب ہوجائے پھر اس کو تازہ کرلیا جائے اس طرح سے نماز خشوع والی اور کامل ہوجائے گی اور یہی نماز پھر آنکھوں کی ٹھنڈک معلوم ہوگی۔ اسی طرح تلاوت کے وقت بھی یہی خیال ہو کہ حق تعالیٰ ہماری تلاوت وذکر کو سن رہے ہیں اور ہم کو دیکھ کر خوش ہورہے ہیں بلکہ یہ تصور تو ہر وقت رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں یہ دائمی حضوری غفلت سے اور گناہ سے بچانے کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ (مجالسِ ابرار)

اطلاع

قارئین اکرام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ گذشتہ شمارے میں ایک مضمون بعنوان ''جو بیچتے تھے دوائے دل'' شائع ہوا ہے وہ تعمیر حیات شمارہ نمبر (۱۳) جلد نمبر (۴۲) سے لیا گیا ہے (ادارہ)

قرآن کے اصلی قدردان

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپگڈھی رحمۃ اللہ علیہ

ان الذین یتلون کتاب اللّٰہ واقاموا الصلوٰۃ وانفقوا ممّا رزقناھم سرًّ اوعلانیۃ یرجون تجارۃ لن تبور٥

یعنی جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی ماند نہ ہوگی۔

صحابہ کرام اور تابعین کا حال تو پوچھنا ہی کیا ہے کہ ان کو قرآن سے کتنا لگاؤ اور شغف تھا۔ ارے ہم اپنے ہی بزرگوں کے حالات کو اگر دیکھیں تو ہمارے سبق حاصل کرنے کیلئے کافی ہے ہمارے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادیؒ جو اس آخری دور کے بہت بڑے بزرگ ہیں۔ آپ محدّث بھی ہیں، فقیہہ بھی اور بہت بڑے درجہ کے ولی اور بہت بڑے صاحب نسبت ہیں ان کی کیا کیفیت تھی سنیئے مولانا محمد علی مونگیریؒ جو ان کے خلفاء میں سے ہیں ان سے حضرت مولاناؒ نے فرمایا کہ جو مزہ ہم کو قرآن میں ملتا ہے اور جو کیف تلاوت میں حاصل ہوتا ہے اگر تم کو ملے تو تم برداشت نہ کرسکو اور اپنے کپڑے پھاڑ کر جنگل کو نکل جاؤ۔ نیز فرماتے تھے کہ جب میں جنت میں جاؤں گا اور حوران جنت میرے پاس آوینگی تو ان سے کہوں گا کہ بیبیو! بیٹھ جاؤ میں قرآن پڑھتا ہوں تم سنو۔ جو مزہ قرآن میں ہے کسی چیز میں نہیں۔

حضور اقدس ﷺ ایک دفعہ کہیں سے تشریف لا رہے تھے شب کے وقت جنگل میں قیام ہوگیا۔ آپ نے ایک مہاجر اور ایک انصاری دو صحابیوں کو رات میں پہرہ کے لئے مقرر فرما دیا اس لئے کہ دشمن ہر وقت گھات میں رہتے تھے۔ ان دونوں نے آپس میں یہ طے کرلیا کہ آدھی رات تک ایک آدمی جاگے اسکے بعد وہ اپنے دوسرے ساتھی کو جگا دے۔ چنانچہ ان میں سے ایک تو سو گئے اور دوسرے نے سوچا کہ بے کار جاگنے سے کیا فائدہ، لاؤ نماز ہی پڑھیں۔ اس طرح پہرہ بھی ہو جائے گا اور اتنا وقت بھی نماز میں گذرے گا۔ آج ہم لوگ اِدھر اُدھر بیٹھ کر اپنے اوقات ضائع کرتے ہیں۔ گالی گلوج کرتے ہیں۔ اور صحابیٔ رسول کو دیکھیے فرماتے ہیں کہ وقت کو کیوں ضائع کریں نماز ہی پڑھیں۔ جب انھوں نے نماز میں قرآن پڑھنا شروع کیا تو جو دشمن گھات میں لگے تھے ان میں سے کسی نے آواز کا اندازہ کر کے تیر مارا اور وہ تیر ان کے سینے میں آکر لگا، انھوں نے وہ تیر نکال کر پھینک دیا اور اپنی تلاوت جاری رکھا۔ پھر دوسرا تیر آکر لگا اس کو بھی نکال کر پھینک دیا، اسی طرح تیسرا لگا اس کو بھی نکال کر پھینکا۔ پھر رکوع وسجود کر کے اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے دوسرے ساتھی کو جگایا اور کہا کہ دیکھو خون جاری ہے۔ انھوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو بتا یا کہ اس طرح تیر لگا۔ انھوں نے کہا کہ جب تم کو پہلا تیر لگا تھا اسی وقت تم نے مجھ کو کیوں نہیں جگا دیا؟ جواب دیا کہ بھائی مجھ کو تو قرآن کی تلاوت میں ایسی لذت آرہی تھی اور یہ جی چاہتا تھا کہ تیر پر تیر لگے اور نماز ہی کی حالت میں تلاوت کرتے ہوئے شہید ہو جاؤں۔ مگر یہ سوچ کر کہ حضور ﷺ نے پہرہ کے لئے مقرر فرمایا ہے اگر اس وقت میں شہید ہو جاؤں گا تو یہ کام کون انجام دے گا، اس لئے میں نماز ختم کر کے تم کو جگایا۔

دیکھا آپ نے، یہ تھی صحابہؓ کی نماز اور ان کی تلاوت، نماز میں جو لذت وحلاوت ان کو حاصل تھی ہم لوگوں کو اس کا کیا پتہ، نماز تو مؤمن کی معراج ہے مگر ہم لوگ اس کی طرف سے بہت غافل ہیں۔ ہماری غفلت کا یہ عالم ہے کہ مسجدیں تو خوب مزین ہیں مگر نمازی غائب۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ قرب

قیامت میں مساجد تو بہت ہوں گی اور ان میں خوب نقش ونگار ہوگا مگر وہ ویران پڑی ہونگی یعنی نمازی نہ ہونگے اور جو لوگ نماز پڑھتے بھی ہوں گے ان کے اندر وہ کیفیت نہ ہوگی، ان کی نماز خشوع سے خالی ہوگی، اس میں لذت وحلاوت کا کہیں پتہ بھی نہ ہوگا۔ اب ہم اپنی نمازوں میں ذرا غور کرلیں کہ ہماری نماز کیسی ہوتی ہے، اقبالؔ نے کیا خوب کہا ؎

شور ہے ہوگئے دنیا سے مسلماں نابود　　ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود　　یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یوں تو مرزا بھی ہو، سیّد بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

(روح البیان حصہ اوّل)

درود شریف پڑھنے کا ایک دل نشین طریقہ

میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری فرماتے تھے کہ جب درود شریف پڑھو تو سوچو کہ میں روضۂ مبارک کے سامنے ہوں اور حضور ﷺ پر رحمت کی جو بارش ہو رہی ہے اُس کے کچھ چھینٹے مجھ پر بھی پڑ رہے ہیں۔ اِس تصور سے درود شریف پڑھئے پھر دیکھئے کیسا مزہ آتا ہے۔ درود شریف ایسی عبادت ہے جس میں منہ سے بیک وقت اللہ تعالیٰ کا نام بھی نکلے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی نکلے۔ اللہ ورسول دونوں جس عبادت میں جمع ہو جائیں اُس کا کیا کہنا ہے کہ اللہ بھی راضی اور رسول اللہ بھی راضی۔

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم (مواعظ حسنہ ۴۹)

گناہ اور تمدن

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

آج کل تمدن تمدن کا بہت غل مچ رہا ہے اسباب تمدن پر کسی کی نظر نہیں۔ صاحبو! تمدن تو اتفاق ہی کا نام ہے اور گناہ اس کی جڑ کاٹنے والا ہے تو گناہ جڑ ہوا تمدن کی خرابی کا۔ پس تمدن بدون اتباع شریعت کے نہیں ہوسکتا ہمارے حاجی صاحبؒ فرماتے تھے کہ لوگ اتفاق اتفاق پکارتے ہیں مگر اتفاق کے اساس کو اختیار نہیں کرتے فرمایا کہ اتفاق کی جڑ ہے تواضع' بدون تواضع کے اتفاق نہیں ہوسکتا متکبرین میں ہمیشہ اختلاف ہوگا' کیونکہ ہر ایک یہ چاہے گا کہ میری رائے کے موافق کام ہو کوئی بھی اپنی رائے کو دوسرے کے تابع نہ کرے گا۔ پھر اس کا نتیجہ سوائے اختلاف ونزاع کے اور کیا ہوگا پس جو لوگ اتفاق کے حامی ہیں وہ پہلے تواضع اختیار کریں۔ اور دعوے سے کہا جاتا ہے کہ تواضع بدون اتباع شریعت اور امتثال احکام الٰہیہ واجتناب عن المعاصی کے حاصل نہیں ہوسکتی۔ کہاں ہیں مدعیان عقل؟ اس دلیل کے کسی مقدمہ میں کلام کریں۔ اور اگر اس دلیل میں کلام نہ کرسکیں، تو نتیجہ مان لینا چاہئے۔ وہ نتیجہ یہ ہے کہ تمدن بدون ترک معاصی کے نہیں ہوسکتا بات صحیح اور واقعی تو یہی ہے۔

یہ اور بات ہے کہ دہلی کا نام کلکتہ رکھ لیا جاوے اور اذیت کا نام راحت رکھ لیا جاوے آج کل مذاق ایسے فاسد ہوگئے ہیں کہ چال میں ڈھال میں اور بول چال میں غرض ہر ہر حرکات وسکنات میں وہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے جو گناہ سے خالی نہ ہو اور گناہ بھی کونسا اصل الاصول گناہوں کا اور اکبر الکبائر جس کا نام تکبر ہے اور اس کو ترقی وتمدن کہا جاتا ہے۔ سنکھیا کا نام تریاق رکھا جاتا ہے حتیٰ کہ لباس میں بھی وہ وضع اختیار کی جاتی ہے جو حکمران قوم کی وضع ہے جس کا منشاء بہ جز تکبر کے کچھ نہیں صورت شکل ان کے قبضہ میں نہیں ورنہ شاید شکل بھی انہی جیسی بنالیتے ہیں۔ میں تو دعوے سے کہتا ہوں کہ آج کل کی تہذیب کی حقیقت محض تعذیب ہے کہ تقلید محض ہے اور ہر طرح کی تنگی۔ مگر ایک دنیا ہے کہ آج اسی کی دلدادہ ہے، جن اقوام کی تقلید کی جاتی ہے وہ خود اس کورانہ تقلید سے نفرت کرتے

ہیں اور ان کو بیوقوف اور ذلیل سمجھتے ہیں۔ اور بات ہے بھی یہی کہ وضع اور لباس میں کسی کی تقلید کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ایسی تقلید کے وہ خود بھی تو خواستگار نہیں۔ لوگ خواہ مخواہ اس میں مرے جاتے ہیں اور تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور زیر بار ہوتے ہیں۔ مگر کھپے جاتے ہیں اور اسی میں ہر قوم کے رسوم ورواج علیحدہ ہوتے ہیں۔ اپنے رسم ورواج میں صرف ان کو آسانی اور راحت ہوسکتی ہے نہ ہمیں۔ لوگ ان میں کچھ مصلحتیں بھی بیان کرتے ہیں۔ میں اس کی نفی نہیں کرتا کیونکہ جس قوم میں جو رسم ورواج ہے وہ تو مصلحت ہی کے لئے ہر بات کو اختیار کرتے ہیں مگر مقلدین کا اختیار کرنا مصلحت کے لئے نہیں ان کے ذہن میں تو مصلحت کا خیال بھی نہیں ہوتا۔ یہ تو صرف اس واسطے ان کی نقل کرتے ہیں کہ وہ بڑے ہیں تو ان کی نقل کر کے یہ بھی کچھ بڑے بن جاویں۔

صاحبو! یہ ہے اصل فیشن کی۔ بس اسی کے دلدادہ اپنے دلوں کو ٹٹول کر دیکھیں اور ایمان سے کہیں کہ وہ جو کچھ فیشن اختیار کرتے ہیں کیا ان مصلحتوں اور ضرورتوں کی وجہ سے اختیار کرتے ہیں جو اس میں بیان کی جاتی ہیں یا محض ان کی تشبہ اور نقل کے لئے۔ غرض فیشن صرف بڑا بننے کے لئے بنایا جاتا ہے اور یہ بڑا بننا خود سخت مرض ہے۔ کیسا بڑا بننا؟ ذرا آدمی اپنی اصل کو تو دیکھے اسی واسطے کہا ہے ؎

مالمن اوله نطفة وجيفة آخره يفخر

یعنی جس اول یہ ہے کہ ایک نطفۂ ناپاک تھا اور آخر یہ ہے کہ ایک گندہ مردار ہے اس کے لئے کیا شایاں ہے کہ اتروائے اور بڑے بنے اور اگر بڑا ہی بننا ہے تو اس کا طریقہ یہ نہیں کہ بڑوں کی نقل کری جاوے یہ تو بالکل غیر موثر ہے کیوں کہ ذرا سی دیر میں یہ بات کھل جاتی ہے کہ یہ نقل ہے اصل نہیں اور بات کھل جانے کے بعد بجائے اس کے کہ آدمی کی عظمت ہو الٹی تحقیر ہو جاتی ہے۔ جیسے کوئی بہروپیا حاکم کا لباس پہن کر کہیں چلا جائے، تو لوگ اس کے ساتھ ایک دفعہ تو وہی برتاؤ کریں گے جو حاکم کے ساتھ کرتے ہیں۔ لیکن جس وقت بات کھل جاوے گی تو وہ برتاؤ کہاں؟ اس کا عکس ہوگا بلکہ عجب نہیں کہ سر پر جوتیاں پڑیں۔ یاد رکھو! عظمت ہمیشہ اصل میں ہوتی ہے نقل میں کچھ بھی عظمت نہیں۔ (مفاسد گناہ ۱۳۶. ترجیح المفسدہ علی المصلحہ)

سیرتِ خاصانِ حق

اصحابِ صُفّہ

اصحاب صفہ کے فقر واستغنا کا عجیب عالم تھا۔ ان پر کئی کئی وقت کے فاقے گذر جاتے تھے لیکن زبان پر حرف شکایت نہ آتا تھا۔ جب رسول کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ان میں سے بعض نحیف الجُثہ اصحاب ضعف اور گرسنگی سے عین حالت نماز میں گر پڑتے اور بے ہوش ہو جاتے۔ حضورؐ نماز سے فارغ ہو کر اُنہیں اُٹھاتے اور فرماتے۔

''اے صعالیک المہاجرین اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ بارگاہ الٰہی میں تمہارا کیا درجہ ہے تو خدا کی قسم اس فقر و فاقہ کو تم اور بھی زیادہ محبوب رکھو۔ اور پھر صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرماتے:

''بھوکا پیٹ ستر عقلمند عابدوں سے بھی اللہ کو پیارا ہے''

اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو اسی مقدس گروہ کے ساتھ عبادت کرنے کے لئے ارشاد فرمایا:

واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم (الخ)

حضورؐ ان درویشانِ راہِ حق کو بیحد محبوب رکھتے اور ہر معاملے میں ان کا خاص خیال رکھتے۔ جب کہیں سے صدقہ کا کھانا آتا تو حضورؐ یہ تمام کھانا اصحابِ صُفّہ کو بھیج دیتے۔ کبھی انہیں مہاجرین اور انصار پر تقسیم فرما دیتے۔ ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق ان میں سے ایک ایک دو دو کو اپنے ساتھ لے جاتا اور کھانا کھلاتا۔ اگر کوئی صحابی حضورؐ کو کھانے کی دعوت دیتا تو آپؐ اصحاب صُفّہ کو اپنے ساتھ لے جاتے اور اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے۔ اللہ تعالیٰ تھوڑے کھانے میں بھی برکت دیتا تھا۔ حضورؐ کو اصحابِ صُفّہ کا جتنا خیال تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ ایک دفعہ حضورؐ کی جگر گوشہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہراءؓ نے یہ کہہ کر ایک کنیز کے لئے درخواست کی کہ ابا جان چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں اور شدید محنت ومشقت نے مجھے نحیف ونزار کر دیا ہے۔

حضورؐ نے ان کی بات سُن کر فرمایا، ''بیٹی سب سے پہلے مجھے اصحابِ صُفّہؓ کی خورد و نوش کا

انتظام کرنا ہے۔ مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ اصحابِ صُفّہ تو بھوکے مر رہے ہوں اور میں اپنی بیٹی کے آرام کے لئے اسے کنیز دوں۔ بیٹی صبر وشکر سے اپنا وقت گزارو۔''

حضورؐ کو اصحابِ صُفّہ کی تعلیم وتربیت کا بھی خاص خیال تھا۔ خود بھی انہیں نہایت محبت سے تعلیم دیتے اور معلم سے بھی دلاتے جو خاص طور پر ان کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ حضورؐ کی شفقت وعنایت سے ان بزرگوں کو حدیث قرآن اور قرأت میں خوب مہارت حاصل ہوگئی تھی۔ حفظِ قرآن سے بھی انہیں خاص شغف تھا اور انہی اوصاف کی بدولت وہ ''قُراء'' کے لقب سے مشہور ہوگئے تھے۔ غزوۂ بیر معونہ میں رسولِ کریم ﷺ نے اسلام کی تعلیم کے لئے جو ستّر اصحاب بھیجے تھے ان میں بیشتر تعداد اصحابِ صُفّہ کی تھی۔ جب مشرکین نے ان سے دھوکا کیا تو وہ سب نہایت بہادری سے لڑکر شہید ہوگئے۔

سرورِ عالم ﷺ نے ایک دفعہ اصحابِ صُفّہ کے زہد وفقر کو دیکھ کر فرمایا: ''اے درویشانِ راہِ حق جو کوئی میری اُمت میں اس طرح عمر گزارے جس طرح تم گزار رہے ہو تو قیامت کے دن وہ میرے رفیقوں میں ہوگا۔''

سید الخزرج حضرت سعدؓ بن عبادہ انصاری کو اکثر یہ سعادت نصیب ہوتی کہ وہ تمام اصحابِ صُفّہ کو کھانا کھلاتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دولتِ دنیا سے سرفراز کیا تھا۔ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی خوشنودی کے لئے وہ اس دولت کو بے محابا اصحابِ صُفّہ پر صرف کرتے رہتے تھے۔ اصحابِ صُفّہ کی زندگی راہبانہ نہیں تھی اور محض محتاج ہوکر بیٹھ رہنا انہیں گوارہ نہ تھا۔ چنانچہ وہ صبح کو جنگل جاکر گری پڑی لکڑیاں چن لیتے اور انہیں فروخت کرکے گزراوقات کرتے جس دن کچھ نہ ملتا صبر شکر کرکے پڑ رہتے۔ مدینہ کے قیام اور سفر وحضر میں رسولِ کریم ﷺ کی خدمت واطاعت ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ تحصیل علم ہی ان کا مقصد وحید نہیں تھا۔ جب جہاد کا موقعہ آتا تو یہی مسکین طبع اصحاب مجاہدینِ اولوالعزم بن جاتے اور شمشیر بکف ہوکر اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے اپنی جانوں کی بازی لگادیتے تھے۔

اصحابِ صُفّہ کے لباس کا یہ عالم تھا کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کے پاس تہبند اور

چادر دونوں چیزیں ہوں۔ ایک چادر یا گلیم کے سوا ان کے پاس کوئی کپڑا نہ ہوتا تھا وہ اُس چادر کو اپنے گلے میں اس طرح باندھ لیتے تھے کہ بعض کے آدھی پنڈلی تک لٹک آتی تھی اور بعض کے ٹخنوں تک پہنچ جاتی تھی جب نماز پڑھتے ہوئے وہ سجدوں میں جاتے تو اپنی چادروں کو سمیٹ لیتے تا کہ ستر کی جگہ نہ کھلے۔

حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ مستقبل میں یہی بزرگ جن کا لباس پھٹے پرانے چیتھڑے ہوتا تھا اور جنہیں روٹی کا ایک ٹکڑا بھی مشکل سے میسر ہوتا تھا دنیائے اسلام میں بڑی نامور شخصیتوں کے مالک بنے۔ ایک وقت تھا کہ اہل یثرب بھی ان کے ناموں سے آشنا نہ تھے پھر وہ وقت آیا کہ بڑے بڑے وسیع اور عریض صوبے ان کے زیرِ نگین تھے جن پر انہوں نے نہایت لیاقت اور دیانت سے حکومت کی۔ آقائے دو جہاں ﷺ کے فیضِ صحبت نے انہیں کچھ کا کچھ بنا دیا ان میں سے بہترین عالم، بہترین سیاست دان، بہترین معلم، بہترین سپہ سالار، بہترین مدبر، بہترین حکمران، بہترین تاجر پیدا ہوئے۔ یہ لوگ صبر و استقامت کے اس بلند مقام پر تھے جہاں فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں۔ ان کی بلاکشی نے شجرِ اسلام کی اس طرح آبیاری کی کہ وہ تھوڑے ہی عرصہ میں ایک تناور درخت بن گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنھم (یہ تیرے پُراسرار بندے)

B.A بننے کی دعا بددعا ہے

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ایک صاحب مہمان ہوئے اور دیکھا کہ حضرت شیخ کا نواسہ بہت خدمت کر رہا ہے چھوٹا سا ہے اور خوب پھر رہا ہے تو ان صاحب نے خوش ہو کر دعا دی کہ خدا تمہیں B.A. بنا دے حضرت شیخ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ بھائی بددعا دینے کیلئے آپ کو یہ بچہ ہی ملا مفتی صاحب فرماتے ہیں حضرت شیخ نے B.A. بننے کی دعا کو بددعا کہا آخر وہ نواسہ حافظ و عالم ہوا۔ (ملفوظات فقیہ الامت)

ضروری مسائل

استنجے کا بیان

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

مسئلہ :۔ جب سو کر اُٹھے تو جب تک گٹے تک ہاتھ نہ دھوئے تب تک ہاتھ پانی میں نہ ڈالے چاہے ہاتھ پاک ہو اور چاہے ناپاک ہو اگر پانی چھوٹے برتن میں رکھا ہے جیسے لوٹا آنجورہ تو اسکو بائیں ہاتھ سے اُٹھا کر دائیں ہاتھ پر ڈالے اور تین دفعہ دھوئے پھر برتن داہنے ہاتھ میں لیکر بایاں ہاتھ تین دفعہ دھوئے اور اگر چھوٹے برتن میں پانی نہ ہو بڑے مٹکے وغیرہ میں ہو تو کسی آنجورہ سے نکال لے لیکن انگلیاں پانی میں نہ ڈوبنے پاویں اور اگر آنجورہ وغیرہ کچھ نہ ہو تو بائیں ہاتھ کی اُنگلیوں سے چلو بنا کر پانی نکالے اور جہاں تک ہو سکے پانی میں انگلیاں کم ڈالے اور پانی نکال کے پہلے داہنا ہاتھ دھوئے جب وہ دُھل جائے تو داہنا ہاتھ جتنا چاہے ڈالدے اور پانی نکال کے بایاں ہاتھ دھوئے اور یہ ترکیب ہاتھ دھونے کی اُسوقت ہے کہ ہاتھ ناپاک نہ ہو اور اگر ناپاک ہو تو ہرگز مٹکے میں نہ ڈالے بلکہ کسی اور ترکیب سے پانی نکالے کہ نجس نہ ہونے پاوے مثلاً پاک رُومال ڈال کے نکالے اور جو پانی کی دھار رُومال سے بہے اس سے ہاتھ پاک کرے یا جس طرح ممکن ہو۔

مسئلہ :۔ ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپیہ سے زیادہ پھیل جاوے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے بے دھوئے ہوئے نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کرکے بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ :۔ ہڈی اور نجاست جیسے گوبر لید وغیرہ اور کوئلہ اور کنکر اور شیشہ اور پکی اینٹ اور کھانے

کی چیز اور کاغذ سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا بُرا اور منع ہے لیکن اگر کوئی کرے تو بدن پاک ہو جاوے گا۔

مسئلہ:۔ کھڑے کھڑے پیشاب کرنا منع ہے۔

مسئلہ:۔ پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کرنا منع ہے۔

مسئلہ:۔ چھوٹے بچے کو قبلہ کی طرف بٹھا کر ہگانا متانا بھی مکروہ ہے اور منع ہے۔

مسئلہ:۔ استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا درست ہے اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا بھی درست ہے لیکن نہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ:۔ جب پاخانہ پیشاب کو جاوے تو پاخانہ کے دروازے سے باہر بسم اللہ کہے اور یہ دُعا پڑھے:۔ **اللّٰھم انی اعوذبك من الخبث والخبائث** اور ننگے سر نہ جاوے اور اگر کسی انگوٹھی پر اللہ رسول کا نام ہو اُسے اُتار ڈالے اور پہلے بایاں پیر رکھے اور اندر خدا کا نام نہ لیوے اگر چھینک آوے تو دل ہی دل میں الحمد للہ کہے زبان سے کچھ نہ کہے نہ وہاں کچھ بولے نہ بات کرے جب نکلے تو داہنا پیر باہر نکالے اور دروازے سے نکل کر یہ دُعا پڑھے:۔ **غفرانك الحمد الذی اذھب عنی الاذیٰ وعافانی** اور استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑے یا مٹی سے مل کر دھوئے۔ (بہشتی ثمر حصہ اول)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے گھوڑوں کا معائنہ کیا جس کی وجہ سے نماز میں تاخیر ہوگئی فرمایا **رُدُّوْھَا عَلَیَّ فَطَفِقَ مَسْحاً بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاق** گھوڑوں کو ذبح کر ڈالا سب کو کاٹ دیا کہ ان گھوڑوں میں لگ کر غفلت ہوی نماز میں دیری ہوی۔

(ملفوظات فقیہ الامت)

گناہ کے نقصانات

چوتھا نقصان۔ گناہ کرنے سے رزق میں کمی ہو جاتی ہے۔ (باقی آئندہ)

چند گناہ کبیرہ جن پر وعید آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۲۲) کسی جاندار کی تصویر بنانا

(۲۳) کسی کی زمین پر موروثی کا دعویٰ کرنا

(۲۴) ہٹے کٹے کو بھیک مانگنا

(۲۵) داڑھی مونڈوانا یا ایک مشت سے کم پر کتروانا

(۲۶) کافروں اور فاسقوں کا لباس پہننا

(۲۷) مردوں کو عورتوں کا لباس پہننا

(۲۸) عورتوں کو مردوں کا لباس پہننا (باقی آئندہ)

فکر موت اصلاح قلب کی اصل ہے

حق تعالیٰ فرماتا ہے

قل ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملٰقیکم

آپ کہدو بے شک ''موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تم سے مل کر رہے گی'' رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ ''لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کا کثرت سے ذکر کیا کرو'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''میں نے ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ ''یارسول اللہ! حشر کے دن شہداء کے ساتھ اور کوئی بھی اُٹھے گا؟ '' آپ نے فرمایا کہ ہاں وہ شخص جورات دن میں موت کو بیس مرتبہ یاد کر لیتا ہو۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''موت کے برابر کوئی واعظ نہیں ہے۔'' یعنی نصیحت کرنے کو تو موت ہی کافی ہے۔ اور اگر جانوروں کو اتنا علم ہو جتنا کہ بنی آدم کو ہے تو کوئی جانور فربہ کھانے کو نہ ملے میں تم میں دو وعظ چھوڑے جاتا ہوں ایک واعظ ساکت یعنی خاموش واعظ یعنی موت اور دوسرا واعظ ناطق یعنی بولنے والا قرآن مجید۔

موت بڑی ہولناک چیز ہے اور موت کے بعد کے واقعات اس سے زیادہ خوف ناک ہیں اور انکا ذکر کرنا اور یاد کرنا دنیا کو منغض یعنی دنیا کو مکدر بناتا ہے اور اس دار ناپائیدار کی محبت کو دل سے نکال لیتا ہے اور دنیا کی محبت ہی ہر گناہ کی جڑ بنیاد ہے پس جب دنیا سے قلب کو نفرت ہوگئی تو سب کچھ مل گیا۔ اور دنیا سے نفرت ہوگئی جب کہ موت کا فکر اور خیال ہوگا کہ عنقریب ہم پر کیا آفت آنے والی ہے۔ (حضرت امام غزالیؒ)

۱۔ الایمان باللہ وصفاتہٖ

اللہ اور اس کی صفات کے بارے میں عقیدے

عقیدہ کی تعریف : دین کی وہ اصولی اور ضروری باتیں جن کا جاننا اور دل سے ان پر یقین کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

عقیدہ ۱ : اللہ ایک ہے اور یکتا ہے اللہ بے نیاز ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور کوئی اس کے برابر کا نہیں۔

عقیدہ ۲ : اللہ تعالیٰ زندہ ہے، وہ ہر چیز کو جانتا ہے، ہر چیز پر اس کو قدرت ہے، وہ سب کچھ دیکھتا ہے، سنتا ہے، کلام فرماتا ہے، وہ جو چاہے کرتا ہے، اور ہر چیز کو وہی وجود دینے والا ہے۔

عقیدہ ۳ : اللہ تعالیٰ ہی نے آسمان، چاند، سورج، ستارے، زمین، دریا، پہاڑ، درخت، جانور، جنات، انسان اور فرشتے غرض تمام چیزوں کو پیدا کیا، پہلے کچھ نہ تھا اسی کے پیدا کرنے سے تمام دنیا موجود ہوئی، وہی سب کا پالنے والا اور سب کا مالک ہے، وہی سب کو سنبھالے ہوئے ہے۔

(اسلامی عقائد۔ نظر فرمودہ حضرت محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ)

ہر غم و درد کی لایا ہوں دوائی زمزم

روح کی پاکی ہے اور دل کی صفائی زمزم
جسم کے واسطے ہے آب شفائی زمزم

اسکی عظمت کو تو عشاق کے دل سے پوچھو
ہے یہی آب حیات آبِ بقائی زمزم

نقرئی حلووں سے کیا خاک ملیگی طاقت
طاقتِ روح وبدن آبِ طلائی زمزم

وہ منافق ہے جو ہے اس سے فرار و بیزار
ورنہ ہے سب کے گناہوں کی دھلائی زمزم

ہے یہ فرزندِ براھیمؑ کا صدقہ حاجی
اور بڑی شان کا تحفہ یہ خدائی زمزم

اب بھی کر سکتی ہے پیدا تو وہ صالح اولاد
ھاجرہ بن کے تو پی لے مری مائی زمزم

شرک وبدعات سے اور سارے گناہوں سے
توبہ کے عزم سے پی لے مرے بھائی زمزم

اہلِ سائنس نے بھی اقرار کیا ہے یارو
کہ یہ بے مثل ہے مجموعہ غذائی زمزم

مجھ سے کیا پوچھتے ہو لائے ہو کیا اہل وطن
ہر غم و درد کی لایا ہوں دوائی زمزم

آمدِ طبع ہوی ختم تو کہدو ذاکر
ابتدائی مرا ارمان نہائی زمزم

حضرت مولانا محمد ذاکر رحیمی صاحب دامت برکاتہم

اغراض و مقاصد

مقامی مجلس دعوۃ الحق

الحمدللہ شروع ہی سے باہم مشوروں کے ساتھ شہر کے اندر مجلس یہ خدمات انجام دے رہی ہے

۱) شہر کی مساجد میں ائمہ مساجد کے ذریعہ نماز کے بعد ایک منٹ کا مدرسہ سنانا۔

۲) شہر کے اطراف ونواح کے علاقوں میں ہر پیر بعد نماز عصر مجلس کے علماء واراکین گشت کے ذریعہ گھر گھر پہنچ کر ایک گناہ کا نقصان اور ایک طاعت کا فائدہ بتانا پھر بعد نماز مغرب مسجد میں مردوں کو جوڑ کر علمائے کرام کے بیانات کا نظم اور نماز کی عملی مشق کا اہتمام کرنا۔

۳) ہر قمری مہینہ کے آخری اتوار کو شہر کی دو تین مساجد میں اکثر بیرونی اکابر علماء اور کبھی حسب ضرورت مقامی علمائے کرام کے اصلاحی مواعظ کا نظم کرنا۔

۴) قرآن کریم اور دینی کتابوں کے بوسیدہ پرزوں کو اہتمام واحترام کے ساتھ کہیں دفن کرنیکی غرض سے جابجا پلاسٹک بکیٹوں کا انتظام کرنا۔

۵) جن مساجد میں قرآن بغیر جزدان کے رکھے ہوے ہوتے ہیں وہاں جزدانوں کا انتظام کرنا۔

۶) ہفتہ میں دو دن مؤذن حضرات کو جوڑ کر اذان واقامت کی اصلاح اور عملی مشق کرانا۔

۷) مجلس دعوۃ الحق کے دستور کے مطابق لڑکوں اور لڑکیوں کی صحیح قرآنی تعلیم کے لئے مدارس کا قیام اور نظم کرنا۔

۸) اسی مقصد کے تحت تعلیم بالغان کا جز وقتی نظم بھی جاری ہے۔

۹) حضرات اکابرین کے مواعظ وملفوظات کے منتخب کتابچے ہر ماہ شائع کر کے گھر گھر تقسیم کرنا۔

۱۰) قمری حساب سے محرم میں اسلامی کیلنڈر شائع کرنا۔

۱۱) ان تمام امور کی باقاعدہ ترتیب وتعمیل کیلئے مستقل دفتر موجود ہے جہاں دو علماء اس غرض سے متعین ہیں کہ پوری کارروائی کو تحریراً محفوظ کریں اور مجلس کے ماہانہ اجلاس میں طے شدہ امور کو عملی جامہ پہنائیں۔

DAWAT-UL-HAQ

Pernambut - 635 810 Tamilnadu
Phone : 04171-231292

FOR PRIVATE CIRCULATION ONLY

جواہر حکمت

دنیا گلے کا ہار ہے دین نظر میں خار ہے
یہ ہی اگر بہار ہے آگ لگے بہار میں

ہوش میں آؤ بھائیو! ایسی نہ زندگی جیو
بادۂ سرمدی پیو اب نہ رہو خمار میں

عمر رواں یہ خواب ہے، دریا نہیں سراب ہے
بحر جہاں حباب ہے، دیدۂ ہوشیار میں

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ)